مقالات جناب غازی عزیز (سعودی عرب)

(قسط ۳)

عقیقہ اور اُس کے احکام

عقیقہ کے دن بچہ کا نام رکھنا

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں:

"اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِتَسْمِیَۃِ الْمَوْلُوْدِ یَوْمَ سَابِعِہٖ وَوَضْعِ الْاَذٰی عَنْہُ وَالْعَقِّ"

(سنن الترمذی مع التحفہ ص۲۸ وقال حدیث حسن غریب)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مولود کا نام اس کے ساتویں دن رکھنے، اس کی تکلیف دور کرنے اور عقیقہ کرنے کا حکم فرمایا۔"

اس حدیث کو شارح صحیح مسلم امام نووی نے اپنی مشہور کتاب "الاذکار"[1] اور امام ابن تیمیہ نے "صحیح الکلام الطیب"[2] میں بھی نقل کیا ہے۔ بعض دوسری احادیث میں بھی عقیقہ کے دن یعنی ساتویں روز بچہ کا نام رکھنے کا اشارہ ملتا ہے۔ مثلاً:

"کُلُّ غُلَامٍ رَھِیْنَۃٌ بِعَقِیْقَتِہٖ تُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ سَابِعِہٖ وَیُحْلَقُ وَیُسَمّٰی"

(سنن ابی داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن سمرۃ بن جندب[3])

"عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ حَسَنٍ وَحُسَیْنٍ یَوْمَ السَّابِعِ وَسَمَّاھُمَا وَاَمَرَ اَنْ یُمَاطَ عَنْ رُؤُوْسِھِمَا الْاَذٰی" وغیرہ

---

[1] کتاب الاذکار المنتخبۃ من کلام سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم تالیف امام نووی ص۲۵۴

[2] صحیح الکلام الطیب لامام ابن تیمیہ مع تحقیق واختصار از شیخ ناصر الدین البانی

[3] کتاب الاذکار ص۲۵۴ طبع مصر

امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ:

"سنت یہ ہے کہ مولود کا نام پیدائش کے ساتویں دن یا پیدائش ہی کے دن رکھا جائے"۔ (کتاب الاذکار للنووی ؒ ص۲۵۴) لیکن جس بچہ کا عقیقہ نہ کیا جائے اس کا اسی دن نام رکھنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں امام بخاری ؒ نے اپنی صحیح کے "کتاب العقیقہ" میں ایک باب باندھا ہے جو اس طرح ہے:

" بَابُ فِي تَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةَ يُولَدُ لِمَنْ لَمْ يُعَقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيكِهِ "

"یعنی جس بچے کا عقیقہ نہ کیا جائے اس کا اسی روز نام رکھنا اور تحنیک کرنا"

اس باب میں امام موصوف رحمہ اللہ نے پانچ روایات جمع کی ہیں۔

عقیقہ کا جانور کیسا ہو؟

ذیل میں عقیقہ کے جانور کے متعلق بعض عام احکام پیش ہیں جن کی رعایت ضروری ہے:

(الف) بعض علماء کا خیال ہے کہ جو باتیں ذبیحۂ اضحیہ میں ضروری ہیں، ان کا لحاظ ذبیحۂ عقیقہ میں بھی ضروری ہے۔ فقہائے حنفیہ کے نزدیک ذبیحۂ اضحیہ کے دو معیار یہ ہیں: ۱۔ جانور کی عمر ۲۔ جانور کا صحیح وسالم اور عیوب سے پاک ہونا۔

اول الذکر معیار کی تفصیل یہ ہے کہ جانور عموماً ایک سال عمر مکمل کرنے کے بعد دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ خواہ بکرا بکری ہو یا بھیڑ اور دنبہ۔ لیکن بھیڑ اور دنبہ کے لیے اس کی جسمانی نشوونما کے باعث تھوڑی رعایت بھی ملتی ہے۔ اگر بھیڑ یا دنبہ جسمانی اعتبار سے کافی تندرست اور فربہ ہوں تو ان کی قربانی چھ ماہ کی عمر پوری کرنے پر بھی کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ اگر اسے ایک سال کے جانوروں کے درمیان چھوڑ دیا جائے تو جسمانی نشوونما کے باعث اس کی تمیز نہ کی جا سکے۔ لیکن بکرا بکری کے معاملہ میں محض صحت و تندرستی کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا، اس کے لیے ایک سال کی عمر مکمل کر کے دوسرے سال میں داخل ہونا ضروری ہے۔[۱]

---

[۱] اہلحدیث کے نزدیک اضحیہ میں دانت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے بکرا اور بکری کے لیے دو دانت ہونا قربانی کے لیے شرط ہے، اسی طرح بھیڑ دنبہ کے لیے چھ ماہ کی بجائے کھیرا ہونا شرط ہے۔ (ادارہ)

اعتذار! محدث جلد ۱۶ عدد ۵ (گزشتہ شمارہ فروری ۱۹۸۶ء) صفحہ آخری (ٹائٹل ۲) سطر ۳ ایٹ میں "فَاسْقُفَا" کی بجائے "فَانْقُفَا" پڑھا جائے۔ قارئین کرام تصحیح کر لیں۔ (ادارہ)

آخر الذکر معیار کی تفصیل یہ ہے کہ قربانی کا جانور تمام عیوب سے پاک اور جسمانی اعتبار سے مکمل اور سالم ہونا چاہیئے۔ عمیاء، عوراء، عجفاء، عرجاء، ہتماء، سکاء اور تولاء جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے۔ 'عمیاء' سے مراد بالکل اندھا، 'عوراء' سے مراد ایک آنکھ کا اندھا، 'عجفاء' سے مراد نہایت دُبلا پتلا اور نحیف، حتیٰ کہ اس کی ہڈیوں میں گودا بھی باقی نہ بچا ہو، 'عرجاء' سے مراد ایسا لنگڑا جانور جو خود چل کر مقامِ ذبح تک نہ جا سکتا ہو، 'ہتماء' سے مراد ایسا جانور جس کے اکثر دانت گر چکے ہوں، 'سکاء' سے مراد ایسا جانور جس کے بجسبِ خلقت کان نہ ہوں اور 'تولاء' سے مراد ایسا جانور جو اس درجہ پاگل ہو کہ اس کا پاگل پن اس کے غذا چرنے میں مانع ہو۔ اسی طرح وہ جانور جس کے کان اور دُم ایک تہائی سے زیادہ کٹے ہوں یا جس کی سینگ ایک تہائی سے زیادہ ٹوٹی ہوئی ہو، ایسے تمام جانوروں کا ذبیحہ درست نہیں ہے۔ لیکن وہ جانور جن میں یہ عیوب بہت معمولی ہوں ان کا عقیقہ واضحیہ دونوں جائز و درست ہیں، مثلاً اگر کسی جانور کا کان یا دُم کٹی ہوئی ہو یا سینگ ٹوٹا ہوا ہو لیکن دو تہائی یا دو تہائی سے زیادہ حصہ باقی موجود ہو، یا جانور اگر پاگل ہو مگر اس کا پاگل پن اسے غذا چرنے سے نہ روکتا ہو، یا اگر جانور کے بعض دانت گرے ہوئے ہوں مگر اکثر دانت موجود ہوں، یا جانور اتنا لنگڑا ہو کہ اپنے باقی سالم پیروں کے ساتھ اس ٹوٹے ہوئے پیر کو بھی زمین پر رکھ کر چل سکتا ہو، یا اتنا کمزور جانور کہ جائے ذبح تک بہ آسانی خود چل کر جا سکتا ہو تو ایسے جانوروں کے ذبح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ب) عقیقہ کے لیے ایک جیسے جانوروں کا انتخاب

لڑکے کے عقیقہ کے ذبیحہ کے لیے دو ایک جیسے جانوروں کا انتخاب بھی عقیقہ کے جانور کا ایک اضافی معیار ہے۔ جانوروں کے ایک جیسے ہونے سے مراد قد، جنس اور عمر میں یکسانیت ہے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اور امِ کرز کعبیہ رضی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ"

(رواہ احمد و ترمذی عن عائشہ رض سنن ابی داؤد، کتاب الاضاحی باب فی العقیقہ و سنن نسائی کتاب العقیقہ عن امِ کرز الکعبیہ بالاسانید الصحیحہ)

"لڑکے پر ایک جیسی دو بکریاں اور لڑکی پر ایک بکری۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور حدیث میں مروی ہے:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَھُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُکَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ"

(سنن نسائی، کتاب العقیقہ و ترمذی، کتاب الاضاحی باب فی العقیقہ و اسنادہ جید)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔"

ایک اور حدیث میں "شَاتَانِ مُکَافِئَتَانِ" کی جگہ "شَاتَانِ مِثْلَانِ" کے ہم معنیٰ الفاظ بھی ملتے ہیں:

"عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مِثْلَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ"

(سنن ابی داؤد، کتاب الاضاحی باب فی العقیقہ و اسنادہ جید)

"لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔"

ایک اور مقام پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

"مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاتَانِ مُکَافِئَتَانِ" (الطحاوی ج ۱ ص ۴۵۷ باسناد صحیح)

"جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ یہ ہے کہ) دو ایک جیسی بکریاں۔"

(ج) عقیقہ کے لیے بکرا بکری یا اس سے مشابہ جانور مثلاً بھیڑ یا مینڈھا اور دُنبہ ہی ذبح کرنا چاہیے جیسا کہ اوپر بیان کی ہوئی تمام احادیث سے ثابت ہے، البتہ جانوروں کے انتخاب میں ایک جیسے ہونے، جانوروں کی عمر ایک سال مکمل ہونے اور غالب جسمانی عیوب سے پاک ہونے کے علاوہ کوئی اور معیار نہیں ہے۔ مثلاً رنگ اور وزن وغیرہ۔ جانوروں کا قد، عمر اور جنس میں یکسانیت جانوروں کے ایک جیسا ہونے کے لیے کافی ہے۔ جنس سے مراد یہ ہے کہ اگر بکری سے عقیقہ کرتا ہے تو دونوں جانور بکریاں ہی ہوں، ایک بکری اور ایک بھیڑ نہ ہو۔ ذبیحہ کے جانوروں میں نر و مادہ کی تمیز بھی نہیں کی جائے گی جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے:

ام کرز کعبیہؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

"عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْاُنْثٰی وَاحِدَۃٌ وَلَا

یَضُرُّکُمْ ذُکْرَانًا اَوْ اِنَاثًا" (مسند احمد و سنن الترمذی مع التحفہ ص ۳۶۲/۲)

"لڑکے پر دو بکریاں ہیں اور لڑکی پر ایک، اور تم پر کوئی حرج نہیں خواہ جانور نر ہوں یا مادہ۔"

بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ لڑکے کے لیے نر جانور ذبح کرنا چاہیئے اور لڑکی کے لیے مادہ جانور، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یہ بات محض لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے۔[1]

(جاری ہے)

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا مضمون "اسلام اور حقوقِ اطفال" قسط دوم ماہنامہ میثاق لاہور جلد ۱۰ عدد ۱ اور ۲ ص ۴۲

شعر و ادب

ڈاکٹر مسرت بیگم (لکھنؤ)

بے پردہ بیگمات

پردہ اٹھا تو حق شرافت کہاں رہی؟
دینِ محمدی سے محبت کہاں رہی؟

آزاد ملک ہو گیا آزاد بی بیاں
قرآن اور حدیث سے نسبت کہاں رہی؟

اسلام نے لگائے تھے عورت میں چار چاند
بے پردہ ہو کے حسن کی نکہت کہاں رہی؟

افسوس تم نے کھو دیا اپنے وقار کو
دنیا میں اور دین میں عزت کہاں رہی؟

قرآن اور حدیث کو دل سے بھلا دیا!
دل میں رسولِ پاک کی عظمت کہاں رہی؟

افسوس پردہ پڑ گیا مردوں کی عقل پر!
بے پردہ بیویاں ہوئیں غیرت کہاں رہی؟